

# تفہیم القرآن

## الصف

(۲)

(سلسلہ حاشیہ ۵)

۷۔ اس سے بھی قدیم تر تاریخی شہادت حضرت عبداللہ بن مسعود کی یہ روایت ہے کہ ہاجرین حبشہ کو جب نجاشی نے اپنے دربار میں بلایا، اور حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سنیں تو اس نے کہا: **مَا حَبَابًا بَكُمُ وَاَيْمَنُ جِئْتُمْ مِنْ عِنْدِي، اَشْهَدُ اَنْتُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَاَنْتُمْ الَّذِي تَخْدُوْنَ فِي الْاَنْجِيلِ وَاَنْتُمْ الَّذِي كَبَّرْتُمْ بِي عَيْسَى بْنِ مَرْيَمَ رُسُلًا اَحْمَدًا**۔ یعنی ”موجباً تم کو اوداس ہستی کو جس کے ہاں سے تم آئے ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں، اور وہی ہیں جن کا ذکر ہم انجیل میں پاتے ہیں اور وہی ہیں جن کی بشارت عیسیٰ ابن مریم نے دی تھی“ یہ قصہ احادیث میں خود حضرت جعفر اور حضرت ام سلمہؓ سے بھی منقول ہوا ہے۔ اس سے نہ صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ ساتویں صدی کے آغاز میں نجاشی کو یہ معلوم تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک نبی کی پیشین گوئی کر گئے ہیں، بلکہ یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اس نبی کی ایسی صاف نشاندہی انجیل میں موجود تھی جس کی وجہ سے نجاشی کو یہ رائے قائم کرنے میں کوئی تامل نہ ہوا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی وہ نبی ہیں۔ البتہ اس روایت سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ حضرت عیسیٰ کی اس بشارت کے متعلق نجاشی کا ذریعہ معلومات یہی انجیل یوحنا تھی یا کوئی اور ذریعہ بھی اس کو جاننے کا اس وقت موجود تھا۔

۸۔ حقیقت یہ ہے کہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے بارے میں حضرت عیسیٰ کی پیشینگوئیوں کو نہیں، خود حضرت عیسیٰ کے اپنے صحیح حالات اور آپ کی اصل تعلیمات کو جاننے کا بھی معتبر ذریعہ وہ چار انجیلیں نہیں ہیں جن کو

عیسیٰ کلیسا نے معتبر و مسلم اناجیل (CANONICAL GOSPELS) قرار دے رکھا ہے، بلکہ اس کا زیادہ قابل اعتماد ذریعہ وہ انجیل برنابا ہے جسے کلیسا غیر قانونی اور مشکوک الصحت (APOCRYPHAL) کہتا ہے۔ عیسائیوں نے اسے چھپانے کا بڑا اہتمام کیا ہے۔ صدیوں تک یہ دنیا سے ناپید رہی ہے۔ سولہویں صدی میں اس کے اطالوی ترجمے کا صرف ایک نسخہ پوپ سکسٹس (SIXTUS) کے کتب خانے میں پایا جاتا تھا اور کسی کو اس کے پڑھنے کی اجازت نہ تھی۔ اٹھارویں صدی کے آغاز میں وہ ایک شخص جان ٹرینڈ کے ہاتھ لگا پھر مختلف ہاتھوں میں گشت کرتا ہوا ۱۳۷۸ء میں ویانا کی امپریل لائبریری میں پہنچ گیا۔ ۱۹۰۷ء میں اسی نسخے کا انگریزی ترجمہ آکسفورڈ کے کلیئرٹن پریس سے شائع ہو گیا تھا مگر غالباً اس کی اشاعت کے بعد فوراً ہی عیسائی دنیا میں یہ احساس پیدا ہو گیا کہ یہ کتاب تو اس مذہب کی جڑی کاٹنے دے رہی ہے جسے حضرت عیسیٰ کے نام سے منسوب کیا جاتا ہے۔ اس لیے اس کے مطبوعہ نسخے کسی خاص مذہب سے غائب کر دیتے گئے اور پھر کبھی اس کی اشاعت کی نوبت نہ آسکی۔ دوسرا ایک نسخہ اسی اطالوی ترجمہ سے اسپینی زبان میں منتقل کیا ہوا اٹھارویں صدی میں پایا جاتا تھا جس کا ذکر جارج سیل نے اپنے انگریزی ترجمہ قرآن کے مقدمہ میں کیا ہے۔ مگر وہ بھی کہیں غائب کر دیا گیا اور آج اس کا بھی کہیں پتہ نشان نہیں ملتا ہے آکسفورڈ سے شائع شدہ انگریزی ترجمے کی ایک فوٹو اسٹیٹ کاپی دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے اور میں نے اسے لفظ بلفظ پڑھا ہے۔ میرا احساس یہ ہے کہ یہ ایک بہت بڑی نعمت ہے جس سے عیسائیوں نے محض تعصب اور ضد کی بنا پر اپنے آپ کو محروم کر رکھا ہے۔

عیسیٰ ٹریجر میں اس انجیل کا جہاں کہیں ذکر آتا ہے، اسے یہ کہہ کر رد کر دیا جاتا ہے کہ یہ ایک جعلی انجیل ہے جسے شاید کسی مسلمان نے تصنیف کر کے برنابا کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ لیکن یہ ایک بہت بڑا جھوٹ ہے جو صرف اس بنا پر بول دیا گیا کہ اس میں جگہ جگہ بصراحت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پیشین گوئیاں ملتی ہیں۔ اول تو اس انجیل کو پڑھنے ہی سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ کتاب کسی مسلمان کی تصنیف کردہ نہیں ہو سکتی۔ دوسرے، اگر یہ کسی مسلمان نے لکھی ہوتی تو مسلمانوں میں یہ کثرت سے پھیلی ہوتی ہوتی اور علامتے اسلام کی تصنیفات میں بکثرت اس کا ذکر پایا جاتا۔ مگر یہاں صورت حال یہ ہے کہ جارج سیل کے انگریزی مقدمہ قرآن سے پہلے مسلمانوں کو سر سے اس کے وجود تک کا علم نہ تھا۔ ظہری، یعقوبی، مسعودی، البیرونی، ابن خزم اور دوسرے مصنفین، جو مسلمانوں میں

مسیحی ٹریکچر پر وسیع اطلاع رکھنے والے تھے، ان میں سے کسی کے ہاں بھی مسیحی مذہب پر بحث کرتے ہوئے انجیل برناباس کی طرت اشارہ تک نہیں ملتا۔ دنیائے اسلام کے کتب خانوں میں جو کتابیں پائی جاتی تھیں ان کی بہترین فہرستیں ابن ندیم کی الفہرست اور حاجی خلیفہ کی کشف الطنون ہیں، اور وہ بھی اس کے ذکر سے خالی ہیں۔ انیسویں صدی سے پہلے کسی مسلمان عالم نے انجیل برناباس کا نام تک نہیں لیا ہے۔ تیسری اور سب سے بڑی دلیل اس بات کے جھوٹ ہونے کی یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے بھی ۷۵ سال پہلے پوپ گلاسیس اول (GELASIUS) کے زمانے میں بدعتیہ اور گمراہ کن (HERETICAL) کتابوں کی جو فہرست مرتب کی گئی تھی، اور ایک پاپائی فہرست کے ذریعہ سے جن کا پڑھنا ممنوع کر دیا گیا تھا، ان میں انجیل برناباس (EVANGELIUM BARNABE) بھی شامل تھی۔ یہ سوال یہ ہے کہ اس وقت کو نہ مسلمان تھا جس نے یہ جعلی انجیل تیار کی تھی۔

۹۔ قبل اس کے کہ اس انجیل سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارتیں نقل کی جائیں، اس کا مختصر تعارف کرنا ضروری ہے، تاکہ اس کی اہمیت معلوم ہو جائے اور یہ بھی سمجھ میں آجائے کہ عیسائی حضرات اس سے اتنے ناراض کیوں ہیں۔

بائبل میں جو چار انجیلیں تالونی اور معتبر قرار دے کر شامل کی گئی ہیں، ان میں سے کسی کا لکھنے والا بھی حضرت عیسیٰ کا صحابی نہ تھا۔ اور ان میں سے کسی نے یہ دعویٰ بھی نہیں کیا ہے کہ اس نے آنحضرت کے صحابیوں سے حاصل کردہ معلومات اپنی انجیل میں درج کی ہیں۔ جن ذرائع سے ان لوگوں نے معلومات حاصل کی ہیں ان کا کوئی حوالہ انہوں نے نہیں دیا ہے جس سے یہ پتہ چل سکے کہ رادی نے آیا خود واقعات دیکھے اور وہ اقوال سنے ہیں جنہیں وہ بیان کر رہا ہے یا ایک یا چند واسطوں سے یہ باتیں اسے پہنچی ہیں۔ بجز ان کے انجیل برناباس کا مصنف کہتا ہے کہ میں مسیح کے آئین بارہ حواریوں میں سے ایک ہوں، شروع سے آخر وقت تک مسیح کے ساتھ رہا ہوں اور اپنی آنکھوں دیکھے واقعات اور کانوں سے اقوال اس کتاب میں درج کر رہا ہوں۔ یہی نہیں بلکہ کتاب کے آخر میں وہ کہتا ہے کہ دنیا سے رخصت ہوتے وقت حضرت مسیح نے مجھ سے فرمایا تھا کہ میرے متعلق جو غلط فہمیاں لوگوں میں پھیل گئی ہیں ان کو صاف کرنا اور صحیح حالات دنیا کے سامنے لانا تیری ذمہ داری ہے۔

یہ برناباس کون تھا؟ بائبل کی کتاب اعمال میں بڑی کثرت سے اس نام کے ایک شخص کا ذکر آتا ہے جو جوش کے

ایک یہودی خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔ مسیحیت کی تبلیغ اور پیروانِ مسیح کی مدد و اعانت کے سلسلے میں اس کی عہدت کی بڑی تعریف کی گئی ہے۔ مگر کہیں یہ نہیں بتایا گیا ہے کہ وہ کب دینِ مسیح میں داخل ہوا، اور ابتدائی بارہ حواریوں کی جو فہرست نین انجیلوں میں دی گئی ہے اس میں بھی کہیں اس کا نام درج نہیں ہے۔ اس لیے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اس انجیل کا مصنف وہی برناباس ہے یا کوئی اور۔ متی، اور مرقس نے حواریوں (APOSTLES) کی جو فہرست دی ہے، برناباس کی دی ہوئی فہرست اس سے صرف دو ناموں میں مختلف ہے۔ ایک تو، جس کے بجائے برناباس خود اپنا نام دے رہا ہے، دوسرا شمعون تثنائی، جس کی جگہ وہ یہوداہ بن یعقوب کا نام لیتا ہے۔ لوقا کی انجیل میں یہ دوسرا نام بھی موجود ہے۔ اس لیے یہ قیاس کرنا صحیح ہوگا کہ بعد میں کسی وقت صرف برناباس کو حواریوں سے خارج کرنے کے لیے تو اس کا نام داخل کیا گیا ہے تاکہ اس کی انجیل سے چھپا چھڑایا جاسکے، اور اس طرح کے تغیرات اپنی مذہبی کتابوں میں کر لینا ان حضرات کے ہاں کوئی ناجائز کام نہیں رہا ہے۔

اس انجیل کو اگر کوئی شخص تعصب کے بغیر کھلی آنکھوں سے پڑھے اور نئے عہد نامے کی چاروں انجیلوں سے اس کا مقابلہ کرے تو وہ یہ محسوس کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ یہ ان چاروں سے بدرجہا برتر ہے۔ اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حالات زیادہ تفصیل کے ساتھ بیان ہوئے ہیں اور اس طرح بیان ہوئے ہیں جیسے کوئی شخص فی الواقع وہاں سب کچھ دیکھ رہا تھا اور ان واقعات میں خود شریک تھا۔ چاروں انجیلوں کی بے ربط داستانوں کے مقابلہ میں یہ تاریخی بیان زیادہ مربوط بھی ہے اور اس سے سلسلہ واقعات بھی زیادہ اچھی طرح سمجھ میں آتا ہے۔ حضرت عیسیٰ کی تعلیمات اس میں چاروں انجیلوں کی بہ نسبت زیادہ واضح اور مفصل اور مؤثر طریقے سے بیان ہوئی ہیں۔ تو حید کی تعلیم، شرک کی تردید، مشائخ باری تعالیٰ، عبادت کی روح، اور اخلاقِ فاضلہ کے مضامین اس میں بڑے ہی پُر زور اور مدلل اور مفصل ہیں۔ جن سبق آموز مشیلاات کے پیرا یہ میں مسیح نے یہ مضامین بیان کیے ہیں ان کا عشرِ عشر بھی چاروں انجیلوں میں نہیں پایا جاتا۔ اس سے یہ بھی زیادہ تفصیل کے ساتھ معلوم ہوتا ہے کہ آنجناب اپنے شاگردوں کی تعلیم و تربیت کس جگہ نہ طریقے سے فرماتے تھے۔ حضرت عیسیٰ کی زبان، طرزِ بیان اور طبیعت و مزاج سے کوئی شخص اگر کچھ بھی آشنا ہو تو وہ اس انجیل کو پڑھ کر یہ ماننے پر مجبور ہوگا کہ یہ کوئی جعلی داستان نہیں ہے جو بعد میں کسی نے گھڑی ہو، بلکہ اس میں حضرت مسیح انجیل اربعہ کی بہ نسبت اپنی اصلی شان میں بہت زیادہ نمایاں ہو کر ہمارے سامنے آتے ہیں۔ اور اس میں ان تضادات

کا نام و نشان بھی نہیں ہے جو انجیل اربعہ میں ان کے مختلف اقوال کے درمیان پایا جاتا ہے۔

اس انجیل میں حضرت عیسیٰ کی زندگی اور آپ کی تعلیمات ٹھیک ٹھیک ایک نبی کی زندگی اور تعلیمات کے مطابق نظر آتی ہیں۔ وہ اپنے آپ کو ایک نبی کی حیثیت سے پیش کرتے ہیں تمام پچھلے انبیاء اور کتابوں کی تصدیق کرتے ہیں۔ صاف کہتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات کے سوا معرفت حق کا کوئی دوسرا ذریعہ نہیں ہے، اور جو انبیاء کو چھوڑتا ہے وہ دراصل خدا کو چھوڑتا ہے۔ توحید، رسالت اور آخرت کے ٹھیک وہی عقائد پیش کرتے ہیں جن کی تعلیم تمام انبیاء نے دی ہے۔ ناز، روزے اور زکوٰۃ کی تلقین کرتے ہیں۔ ان کی نازوں کا جو ذکر کثرت مقامات پر برنا باس نے کیا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہی فجر، ظہر، عصر، مغرب، عشا اور تہجد کے اوقات تھے جن میں وہ ناز پڑھتے تھے، اور ہمیشہ ناز سے پہلے وضو فرماتے تھے۔ انبیاء میں سے وہ حضرت داؤد و سلیمان کو نبی قرار دیتے ہیں، حالانکہ یہودیوں اور عیسائیوں نے ان کو انبیاء کی فہرست سے خارج کر رکھا ہے۔ حضرت اسماعیل کو وہ ذبیح قرار دیتے ہیں اور ایک یہودی عالم سے اقرار کرتے ہیں کہ فی الواقع ذبیح حضرت اسماعیل ہی تھے اور بنی اسرائیل نے زبردستی کھینچ کر ان کے حضرت اسحاق کو ذبیح بنا رکھا ہے۔ آخرت اور قیامت اور جنت و دوزخ کے متعلق ان کی تعلیمات قریب قریب وہی ہیں جو قرآن میں بیان ہوئی ہیں۔

۱۰۔ عیسائی جس وجہ سے انجیل برنا باس کے مخالف ہیں، وہ دراصل یہ نہیں ہے کہ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جگہ جگہ صاف اور واضح نشانیاں ہیں، کیونکہ وہ تو حضور کی پیدائش سے بھی بہت پہلے اس انجیل کو رد کر چکے تھے۔ ان کی ناراضی کی اصل وجہ کو سمجھنے کے لیے تھوڑی سی تفصیلی بحث درکار ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ابتدائی پیرو آپ کو صرف نبی مانتے تھے، موسوی شریعت کا اتباع کرتے تھے، عقائد اور احکام اور عبادات کے معاملہ میں اپنے آپ کو دوسرے بنی اسرائیل سے قطعاً الگ نہ سمجھتے تھے اور یہودیوں سے ان کا اختلاف صرف اس امر میں تھا کہ یہ حضرت عیسیٰ کو مسیح تسلیم کر کے ان پر ایمان لائے تھے اور وہ ان کو مسیح ماننے سے انکار کرتے تھے۔ بعد میں جب سینٹ پال اس جماعت میں داخل ہوا تو اس نے رومیوں، یونانیوں، اور دوسرے غیر یہودی اور غیر اسرائیلی لوگوں میں بھی اس دین کی تبلیغ و اشاعت شروع کر دی۔ اور اس غرض کے لیے ایک نیا دین بنا ڈالا جس کے عقائد اور اصول اور احکام اس دین سے بالکل مختلف

تھے جسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پیش کیا تھا۔ اس شخص نے حضرت عیسیٰ کی کوئی صحبت نہیں پائی تھی بلکہ ان کے زمانے میں وہ ان کا سخت مخالفت تھا اور ان کے بعد بھی کئی سال تک ان کے پیروؤں کا دشمن بنا رہا۔ پھر جب اس بدعت میں داخل ہو کر اس نے ایک نیا دین بنا کر شروع کیا اس وقت بھی اس نے حضرت عیسیٰ کے کسی قول کی سند نہیں پیش کی بلکہ اپنے کثیف و اہام کو بنیاد بنایا۔ اور اس نئے دین کی تشکیل میں اس کے پیش نظر بس یہ مقصد تھا کہ دین ایسا ہو جسے عالم غیر یہودی (GENTILE) دنیا قبول کرے۔ اس نے اعلان کر دیا کہ ایک عیسائی شریعت یہود کی تمام پابندیوں سے آزاد ہے۔ اس نے کھانے پینے میں حرام و حلال کی ساری تیور ختم کر دیں۔ اس نے ختمہ کے حکم کو بھی منسوخ کر دیا جو غیر یہودی دنیا کو خاص طور پر ناگوار تھا۔ حتیٰ کہ اس نے مسیح کی اُورہنیت اور ان کے ابن خدا ہونے اور صلیب پر جان دے کر اور اودوم کے پیدائشی گناہ کا کفارہ بن جانے کا عقیدہ بھی تصنیف کر ڈالا کیونکہ عام مشرکین کے مزاج سے یہ بہت مناسبت رکھتا تھا۔ مسیح کے ابتدائی پیروؤں نے ان بدعات کی مزاحمت کی، مگر سینیٹ پال نے جو دروازہ کھولا تھا، اس سے غیر یہودی عیسائیوں کا ایک ایسا زبردست سیلاب اس مذہب میں داخل ہو گیا جس کے مقبضے میں وہ مٹھی بھر لوگ کسی طرح نہ ٹھہر سکے۔ تاہم تیسری صدی عیسوی کے اختتام تک بکثرت لوگ ایسے موجود تھے جو مسیح کی اُورہنیت کے عقیدے سے انکار کرتے تھے۔ مگر چوتھی صدی کے آغاز ۳۲۵ء میں نیقیا (NICAEA) کی کونسل نے پولوسی عقائد کو قطعی طور پر مسیحیت کا مسلم مذہب قرار دے دیا۔ پھر رومی سلطنت خود عیسائی ہو گئی اور قبضہ تھیوڈوسیوس کے زمانے میں یہی مذہب سلطنت کا سرکاری مذہب بن گیا۔ اس کے بعد قدرتی بات تھی کہ وہ تمام کتابیں جو اس عقیدے کے خلاف ہوں، مردود و قرار دے دی جائیں اور مرث و ہی کتابیں معتبر ٹھہرائی جائیں جو اس عقیدے سے مطابقت رکھتی ہوں۔ ۳۶۷ء میں پہلی مرتبہ اتھانا سیوس (ATHANASIUS) کے ایک خط کے ذریعہ معتبر و مسلم کتابوں کے ایک مجموعہ کا اعلان کیا گیا، پھر اس کی توثیق ۳۸۲ء میں پوپ ڈیمیسیس (DAMASCIUS) کے زیر صدارت ایک مجلس نے کی، اور پانچویں صدی کے آخر میں پوپ گلاسیس (GELASIUS) نے اس مجموعہ کو مسلم قرار دینے کے ساتھ ساتھ ان کتابوں کی ایک فہرست مرتب کر دی جو غیر مسلم تھیں۔ حالانکہ جن پولوسی عقائد کو بنیاد بنا کر مذہبی کتابوں کے معتبر اور غیر معتبر ہونے کا یہ فیصلہ کیا گیا تھا، ان کے متعلق کبھی کوئی عیسائی عالم یہ دعویٰ نہیں کر سکا ہے کہ ان میں سے کسی عقیدے کی تعلیم خود حضرت عیسیٰ

علیہ السلام نے دی تھی۔ بلکہ معتبر کتابوں کے مجموعہ میں جو انجیلیں شامل ہیں، خود ان میں بھی حضرت عیسیٰ کے اپنے کسی قول سے ان عقائد کا ثبوت نہیں ملتا۔

انجیل برناباس ان غیر مسلم کتابوں میں اس لیے شامل کی گئی کہ وہ مسیحیت کے اس سرکاری عقیدے کے بالکل خلاف تھی۔ اس کا مصنف کتاب کے آغاز ہی میں اپنا مقصد تصنیف یہ بیان کرتا ہے کہ "اُن لوگوں کے خیالات کی اصلاح کی جائے جو شیطان کے دھوکے میں آکر یسوع کو ابن اللہ قرار دیتے ہیں، نقد نہ کہ غیر ضروری ٹھہراتے ہیں اور حرام کھانوں کو حلال کر دیتے ہیں، جن میں سے ایک دھوکہ کھانے والا پولوس بھی ہے"۔ وہ بتاتا ہے کہ جب حضرت عیسیٰ دنیا میں موجود تھے اُس زمانے میں اُن کے معجزات کو دیکھ کر سب سے پہلے شرک رومی سپاہیوں نے ان کو خدا اور بعض نے خدا کا بیٹا کہنا شروع کیا، پھر یہ حیوت نبی اسرائیل کے عوام کو بھی لگ گئی۔ اس پر حضرت عیسیٰ سخت پریشان ہوئے۔ انہوں نے بار بار نہایت شدت کے ساتھ اپنے متعلق اس غلط عقیدے کی تردید کی اور اُن لوگوں پر لعنت بھیجی جو اُن کے متعلق ایسی باتیں کہتے تھے۔ پھر انہوں نے اپنے شاگردوں کو پورے یہودیہ میں اس عقیدے کی تردید کے لیے بھیجا اور اُن کی دعا سے شاگردوں کے ہاتھوں بھی وہی معجزے صادر کرانے لگے جو خود حضرت عیسیٰ سے صادر ہوتے تھے، تاکہ لوگ اس غلط خیال سے باز آجائیں کہ جس شخص سے یہ معجزے صادر ہو رہے ہیں وہ خدا یا خدا کا بیٹا ہے۔ اس سلسلہ میں وہ حضرت عیسیٰ کی مفصل تقریریں نقل کرتا ہے جن میں انہوں نے بڑی سختی کے ساتھ اس غلط عقیدے کی تردید کی تھی، اور جگہ جگہ یہ بتاتا ہے کہ انجیاب اس گمراہی کے پھیلنے پر کس قدر پریشان تھے۔ فرید براں وہ اس پولوسی عقیدے کی بھی صاف صاف تردید کرتا ہے کہ مسیح علیہ السلام نے صلیب پر جان دی تھی۔ وہ اپنے چشم دید حالات یہ بیان کرتا ہے کہ جب یہود وہ اسکریوتی یہودیوں کے سردار کاہن سے رشتہ سے کہ حضرت عیسیٰ کو گرفتار کرانے کے لیے سپاہیوں کو لے کر آیا تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے چار فرتے انجیاب کو اٹھائے گئے، اور یہود وہ اسکریوتی کی شکل اور آواز بالکل وہی کر دی گئی جو حضرت عیسیٰ کی تھی۔ صلیب پر وہی چڑھایا گیا تھا نہ کہ حضرت عیسیٰ۔ اس طرح یہ انجیل پولوسی مسیحیت کی بڑکھاٹ ویسی ہے اور قرآن کے بیان کی پوری توثیق کرتی ہے۔ حالانکہ نزول قرآن سے ۱۱۵ سال پہلے اُس کے ان بیانات ہی کی بنا پر سچی پادری اسے رد کر چکے تھے۔

۱۱۔ اس بحث سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ انجیل برناباس درحقیقت انجیل اربعہ سے زیادہ معتبر انجیل ہے۔

عیسٰی علیہ السلام کی تعلیمات اور سیرت اور اقوال کی صحیح ترجمانی کرتی ہے، اور یہ عیسائیوں کی اپنی بد قسمتی ہے کہ اس انجیل کے ذریعہ سے اپنے عقائد کی تصحیح اور حضرت عیسیٰ کی اصل تعلیمات کو بدنام کرنے کا جو مرتبہ ان کو ملا تھا اسے محض منہ کی بنا پر انہوں نے کھو دیا۔ اس کے بعد ہم پورے اطمینان کے ساتھ وہ بشارتیں نقل کر سکتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں برنا باس نے حضرت عیسیٰ سے روایت کی ہیں۔ ان بشارتوں میں کہیں حضرت عیسیٰ حضور کا نام لیتے ہیں، کہیں رسول اللہ کہتے ہیں، کہیں آپ کے لیے ”عیسیٰ“ کا لفظ استعمال کرتے ہیں، کہیں ”قابلِ تعریف“ (ADMIRABLE) کہتے ہیں اور کہیں صاف صاف ایسے فقرے ارشاد فرماتے ہیں جو بالکل لالہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے ہم معنی ہیں۔ پھر ایسے ان ساری بشارتوں کو نقل کرنا مشکل ہے کیونکہ وہ اتنی زیادہ ہیں، اور جگہ جگہ مختلف پیرایوں اور سیاق و سباق میں آئی ہیں کہ ان سے ایک اچھا خاصا رسالہ مرتب ہو سکتا ہے۔ یہاں ہم محض بطور نمونہ ان میں سے چند کو نقل کرتے ہیں:

”تمام انبیاء جن کو خدا نے دنیا میں بھیجا، جن کی تعداد ایک لاکھ ۴۴ ہزار تھی، انہوں نے ابہام کے ساتھ بات کی۔ مگر میرے بعد تمام انبیاء اور مقدس ہستیوں کا نور اُسے گا جو انبیاء کی کئی ہوتی باتوں کے اندھیرے پر روشنی ڈال دیگا کیونکہ وہ خدا کا رسول ہے“ (باب ۱۷)۔

”فریسیوں اور ملاویوں نے کہا اگر تو نہ عیسیٰ ہے، نہ ایسا، نہ کوئی اور نبی، تو کیوں تو نبی تسلیم دیتا ہے اور اپنے آپ کو عیسیٰ سے بھی زیادہ بنا کر پیش کرتا ہے؟“ یسوع نے جواب دیا جو مجھ سے خدا میرے ہاتھ سے دکھاتا ہے وہ یہ ظاہر کرتے ہیں کہ میں وہی کچھ کہتا ہوں جو خدا چاہتا ہے، ورنہ نہ حقیقت میں اپنے آپ کو اُس (عیسیٰ) سے بڑا شمار کیے جانے کے قابل نہیں قرار دیتا جس کا تم ذکر کر رہے ہو میں تو اُس خدا کے رسول کے موزے کے بند یا اس کی جوتی کے تسمے کھونٹے کے لائق بھی نہیں ہوں جس کو تم عیسیٰ کہتے ہو، جو مجھ سے پہلے بنا گیا تھا اور میرے بعد آئے گا اور صداقت کی باتیں لے کر آئے گا تاکہ اس کے دین کی کوئی اتہان نہ ہو“ (باب ۴۲)

”بالینین میں تم سے کہتا ہوں کہ برنی جو آیا ہے وہ صرف ایک قوم کے لیے خدا کی رحمت کا نشان بن کر پیدا ہوا ہے۔ اس وجہ سے ان انبیاء کی باتیں ان لوگوں کے سوا کہیں اور نہیں بھیلیں جن کی طرف وہ بھیجے گئے تھے مگر خدا کا رسول جب آئے گا، خدا گویا اس کو اپنے ہاتھ کی ٹہر دے دیگا،



بیان تک کہ وہ دنیا کی تمام قوموں کو جو اس کی تعلیم پائیں گی، نجات اور رحمت پہنچا دیگا۔ وہ بے خدا لوگوں پر اقتدار لے کر آئے گا اور بت پرستی کا ایسا قلع قمع کرے گا کہ شیطان پریشان ہو جائے گا۔ اس کے آگے شاگردوں کے ساتھ ایک طویل مکالمہ میں حضرت عیسیٰ تصریح کرتے ہیں کہ وہ نبی اسماعیل ہیں سے ہوگا۔ (باب ۴۳)

”اس لیے میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کا رسول وہ رونق ہے جس سے خدا کی پیدا کی ہوئی تربیت قریب تمام چیزوں کو خوشی نصیب ہوگی کیونکہ وہ فہم اور نصیحت، حکمت اور طاقت، خشیت اور محبت، حزم اور عود کی روح سے آراستہ ہے۔ وہ فیاضی اور رحمت، عدل اور تقویٰ، شرافت اور صبر کی روح سے مزین ہے جو اس نے خدا سے ان تمام چیزوں کی بنسبت تین گنی پائی ہے جنہیں خدا نے اپنی مخلوق میں سے یہ روح بخشی ہے کیسا مبارک وقت ہوگا جب وہ دنیا میں آئے گا۔ یقین جانو، میں نے اس کو دیکھا ہے اور اس کی تعظیم کی ہے جس طرح ہر نبی نے اس کو دیکھا ہے اس کی روح کو دیکھنے ہی سے خدا نے ان کو نبوت دی۔ اور جب میں نے اس کو دیکھا تو میری روح سکینت سے بھر گئی یہ کہتے ہوئے کہ اے محمد، خدا تمہارے ساتھ ہو، اور وہ مجھے تمہاری جوتی کے تیسے باندھنے کے قابل بنا دے، کیونکہ یہ مرتبہ بھی پانوں تو میں ایک بڑا نبی اور خدا کی ایک مقدس ہستی ہو جاؤں گا“ (باب ۴۴)۔

”میرے جانے سے تمہارا دل پریشان نہ ہو، تم خوف کرو، کیونکہ میں نے تم کو پیدا نہیں کیا ہے، بلکہ خدا ہمارا خالق، جس نے تمہیں پیدا کیا ہے، وہی تمہاری حفاظت کرے گا۔ رہا میں تو اس وقت میں دنیا میں اس رسول خدا کے لیے راستہ تیار کرنے آیا ہوں جو دنیا کے لیے نجات لے کر آئے گا۔۔۔ اندریاس نے کہا، استاد میں اس کی نشانی تارے تاکہ ہم اسے پہچانیں۔ یسوع نے جواب دیا، وہ تمہارے زمانے میں نہیں آئے گا بلکہ تمہارے کچھ سال بعد آئے گا جبکہ میری انجیل ہی مسخ ہو چکی ہوگی کہ مشکل سے کوئی ۳۰ آدمی مومن باقی رہ جائیں گے۔ اس وقت اللہ دنیا پر رحم فرمائے گا اور اپنے رسول کو بھیجے گا جس کے سر پر سفید بال کا سایہ ہوگا جس سے وہ خدا کا برگزیدہ جانا جائے گا

اور اس کے ذریعہ سے خدا کی معرفت دنیا کو حاصل ہوگی۔ وہ بے خدا لوگوں کے خلاف بڑی طاقت کے ساتھ آئے گا اور زمین پر نبت پرستی کو مٹا دے گا۔ اور مجھے اس کی بڑی خوشی ہے کیونکہ اس کے ذریعہ سے ہمارا خدا پہچانا جائے گا اور اس کی تقدیس ہوگی اور میری صداقت دنیا کو معلوم ہوگی اور وہ ان لوگوں سے انتقام لے گا جو مجھے انسان سے بڑھ کر کچھ قرار دیں گے۔ . . . . وہ ایک ایسی صداقت کے ساتھ آئے گا جو تمام انبیاء کی لائی ہوئی صداقت سے زیادہ واضح ہوگی۔ (باب ۷۲)

”خدا کا عہد یروشلم میں، معبد سلیمان کے اندر کیا گیا تھا نہ کہ کہیں اور۔ مگر میری بات کا یقین کرو کہ ایک وقت آئے گا جب خدا اپنی رحمت ایک اور شہر میں نازل فرمائے گا، پھر ہر جگہ اس کی صحیح عبادت ہو سکے گی، اور اللہ اپنی رحمت سے ہر جگہ سچی ناز کو قبول فرمائے گا۔ . . . . یہیں دراصل اسرائیل کے گھرانے کی طرف نجات کا نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں، مگر میرے بعد مسیح آئے گا، خدا کا بھیجا ہوا، تمام دنیا کی طرف، جس کے لیے خدا نے یہ ساری دنیا بنائی ہے۔ اس وقت ساری دنیا میں اللہ کی عبادت ہوگی، اور اس کی رحمت نازل ہوگی“ (باب ۸۳)

”یسوع نے سردار کاہن سے کہا، زندہ خدا کی قسم جس کے حضور میری جان حاضر ہے یہی وہ مسیح نہیں ہوں جس کی آمد کا تمام دنیا کی قومیں انتظار کر رہی ہیں، جس کا وعدہ خدا نے ہمارے باپ ابراہیم سے یہ کہہ کر کیا تھا کہ تیری نسل کے وسیلہ سے زمین کی سب قومیں برکت پائیں گی“ (پیدائش ۱۸: ۲۲)۔ مگر جب خدا مجھے دنیا سے لے جائے گا تو شیطان پھر یہ عبادت برپا کرے گا کہ ناپرہیزگار لوگ مجھے خدا اور خدا کا بیٹا مانیں۔ اُس کی وجہ سے میری باتوں اور میری تعلیمات کو مسخ کر دیا جائیگا۔ یہاں تک کہ مشکل ۳۰ صاحب ایمان باقی رہ جائیں گے۔ اس وقت خدا دنیا پر رحم فرمائے گا اور اپنا رسول بھیجے گا جس کے لیے اس نے دنیا کی یہ ساری چیزیں بنائی ہیں، جو قوت کے ساتھ جنوب سے آئے گا اور بتوں کو بت پرستوں کے ساتھ برباد کر دے گا، جو شیطان سے وہ اقتدار چھین لے گا جو اس نے انسانوں پر حاصل کر لیا ہے۔ وہ خدا کی رحمت اُن لوگوں کی نجات کے لیے اپنے ساتھ لائے گا جو اس پر ایمان لائیں گے، اور مبارک ہے وہ جو اس کی باتوں کو ماننے“ (باب ۹۶)

”سردار کاہن نے پوچھا کیا خدا کے اُس رسول کے بعد دوسرے نبی بھی آئیں گے؛ یسوع نے جواب دیا اس کے بعد خدا کے بھیجے ہوئے سچے نبی نہیں آئیں گے مگر بہت سے جھوٹے نبی آجائیں گے جن کا مجھے بُرا غم ہے۔ کیونکہ شیطان خدا کے عادلانہ فیصلے کی وجہ سے اُن کو اٹھائے گا اور وہ میری انجیل کے پردے میں اپنے آپ کو چھپائیں گے“ (باب ۹،)

سردار کاہن نے پوچھا کہ وہ مسیح کس نام سے پکارا جائے گا اور کیا نشانیاں اس کی آمد کو ظاہر کریں گی؛ یسوع نے جواب دیا اس مسیح کا نام ”قابل تعریف“ ہے، کیونکہ خدا نے جب اس کی روح پیدا کی تھی اس وقت اُس کا یہ نام خود رکھا تھا اور وہاں اسے ایک ملکہ ترقی شان میں رکھا گیا تھا خدا نے کہا، اے محمد، انتظار کر، کیونکہ تیری ہی خاطر میں جنت، دنیا اور بہت سی مخلوق پیدا کرونگا اور اُس کو تجھے تنگھے کے طور پر دوں گا، یہاں تک کہ جو تیری تبریک کرے گا اسے برکت دی جائے گی اور جو تجھ پر لعنت کرے گا اس پر لعنت کی جائے گی۔ جب میں تجھے دنیا کی طرف بھیجوں گا تو میں تجھ کو اپنے پیغمبرِ نجات کی حیثیت سے بھیجوں گا۔ تیری بات سچی ہوگی یہاں تک کہ زمین و آسمان مل جائیں گے مگر تیرا دین نہیں ٹلے گا۔“ سو اُس کا مبارک نام محمد ہے۔“ (باب ۹،)

برناباس لکھتا ہے کہ ایک موقع پر شاگردوں کے سامنے حضرت عیسیٰ نے بتایا کہ میرے ہی شاگردوں میں سے ایک (جو بعد میں یہوداہ اسکر یوتی نکلا)، مجھے ۳۰ سکوتوں کے عوض دشمنوں کے ہاتھ بیچ دے گا، پھر فرمایا:

”اس کے بعد مجھے یقین ہے کہ جو مجھے بیچے گا وہی میرے نام سے مارا جائے گا، کیونکہ خدا مجھے زمین سے اوپر اٹھائے گا اور اُس عذاب کی صورت ایسی بدل دیگا کہ ہر شخص یہ سمجھے گا کہ وہ میں ہی ہوں۔ تاہم جب وہ ایک بُری موت مرے گا تو ایک مدت تک میری ہی تزیین ہوتی رہے گی۔ مگر جب محمد، خدا کا مقدس رسول آئے گا تو میری وہ بذنامی دُور کر دی جائے گی۔ اور خدا یہ اس لیے کرے گا کہ میں نے اُس مسیح کی صداقت کا اقرار کیا ہے۔ وہ مجھے اس کا یہ انعام دیگا کہ لوگ یہ جان میں گے کہ میں زندہ ہوں اور اُس ذلت کی موت سے میرا کوئی واسطہ نہیں ہے“ (باب ۱۱۳)

”شاگردوں سے حضرت عیسیٰ نے کہا، بے شک میں تم سے کہتا ہوں کہ اگر موسیٰ کی کتاب سے

صداقت مسخ نہ کر دی گئی ہوتی تو خدا ہمارے باپ داؤد کو ایک دوسری کتاب نہ دیتا۔ اور اگر داؤد کی کتاب میں تخریف نہ کی گئی ہوتی تو خدا مجھے انجیل نہ دیتا، کیونکہ خداوند ہمارا خدا بدلنے والا نہیں ہے اور اس نے سب انسانوں کو ایک ہی پیغام دیا ہے۔ لہذا جب اللہ کا رسول آئے گا تو وہ اس لیے آئے گا کہ ان ساری چیزوں کو صاف کر دے جن سے بے خدا لوگوں نے میری کتاب کو آلودہ کر دیا ہے (باب ۱۲۴)

ان صاف اور مفصل پیشینگوئیوں میں صرف تین چیزیں ایسی ہیں جو بادی النظر میں نگاہ کو کھٹکتی ہیں۔ ایک یہ کہ ان میں اور انجیل بزنا باس کی متعدد دوسری عبارتوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے مسیح ہونے کا انکار کیا ہے۔ دوسری یہ کہ صرف اپنی عبارتوں میں نہیں بلکہ اس انجیل کے بہت سے مقامات پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اصل عربی نام محمدؐ لکھا گیا ہے، حالانکہ یہ انبیاء کی پیشین گوئیوں کا عام طریقہ نہیں ہے کہ بعد کی آنے والی کسی سستی کا اصل نام لیا جائے۔ تیسری یہ کہ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مسیح کہا گیا ہے۔

پہلے شبہ کا جواب یہ ہے کہ صرف انجیل بزنا باس ہی میں نہیں بلکہ تونقا کی انجیل میں بھی یہ ذکر موجود ہے کہ حضرت عیسیٰ نے اپنے شاگردوں کو اس بات سے منع کیا تھا کہ وہ آپ کو مسیح کہیں۔ تونقا کے الفاظ یہ ہیں: "اُس نے اُن سے کہا لیکن تم مجھے کیا کہتے ہو؟ پطرس نے جواب میں کہا خدا کا مسیح۔ اس نے ان کو تاکید کر کے حکم دیا کہ یہ کسی سے نہ کہنا" (۱۰۰-۲۱)۔ غالباً اس کی وجہ یہ تھی کہ بنی اسرائیل جس مسیح کے منتظر تھے اس کے منتفق ان کا خیال بیٹھا کہ وہ تلوار کے زور سے دشمنانِ حق کو مغلوب کرے گا، اس لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ مسیح ہیں نہیں ہوں بلکہ وہ میرے بعد آنے والا ہے

دوسرے شبہ کا جواب یہ ہے کہ بزنا باس کا جو اطالوی ترجمہ اس وقت دنیا میں موجود ہے اس کے اندر دو حضور کا نام بے شک محمدؐ لکھا ہوا ہے، مگر یہ کسی کو بھی معلوم نہیں ہے کہ یہ کتاب کن کن زبانوں سے ترجمہ و ترجمہ ہوتی ہوئی اطالوی زبان میں پہنچی ہے۔ ظاہر ہے کہ اصل انجیل بزنا باس سُرانی زبان میں ہوگی۔ کیونکہ وہ حضرت عیسیٰ اور ان کے ساتھیوں کی زبان تھی۔ اگر وہ اصل کتاب دستیاب ہوتی تو دیکھا جاسکتا تھا کہ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی کیا لکھا گیا تھا۔ اب جو کچھ قیاس کیا جاسکتا ہے وہ یہ ہے کہ اصل میں تو حضرت عیسیٰ نے لفظ مُحَمَّدًا استعمال کیا ہوگا، جیسا کہ ہم ابن اسحاق کے ویسے ہوئے انجیل پوچھا کے حوالہ سے بنا چکے ہیں، پھر مختلف مترجموں نے اپنی

اپنی زبانوں میں اس کے ترجمے کر دیئے ہونگے۔ اس کے بعد غالباً کسی مترجم نے یہ دیکھ کر کہ پیشین گوئی میں آنے والے کا جزم تیا گیا ہے وہ بالکل لفظ "محد" کا ہم معنی ہے، آپ کا یہی اسم گرامی لکھ دیا ہوگا۔ اس لیے صرف اس نام کی تصریح پر شبہ پیدا کر دینے کے لیے ہرگز کافی نہیں ہے کہ پوری انجیل برنا باس کسی مسلمان نے جعلی تصنیف کر دی ہے۔

تیسرے شبہ کا جواب یہ ہے کہ لفظ "مسیح" درحقیقت ایک اسرائیلی اصطلاح ہے جسے قرآن مجید میں مخصوص

طور پر حضرت عیسیٰ کے لیے صرف اس بنا پر استعمال کیا گیا ہے کہ یہودی ان کے مسیح ہونے کا انکار کرتے تھے، اور نہ یہ نہ قرآن کی اصطلاح ہے نہ قرآن میں کہیں اس کو اسرائیلی اصطلاح کے معنوں میں استعمال کیا گیا ہے۔ اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے لفظ مسیح استعمال کیا ہو اور قرآن میں آپ کے لیے یہ لفظ استعمال نہ کیا گیا ہو تو اس سے یہ نتیجہ نہیں نکالا جاسکتا کہ انجیل برنا باس آپ کی طرف کوئی ایسی چیز منسوب کرتی ہے جس سے قرآن انکار کرتا ہے۔ دراصل نبی اسرائیل کے ہاں قدیم طریقہ یہ تھا کہ کسی چیز یا کسی شخص کو جب کسی

مقدس مقصد کے لیے مختص کیا جاتا تھا تو اس چیز پر یا اس شخص کے سر پر نیل مل کر اسے متبرک (CONSECRATE) کر دیا جاتا تھا۔ عبرانی زبان میں نیل ملنے کے اس فعل کو مسیح کہتے تھے اور جس پر یہ ملا جاتا تھا اسے مسیح کہا جاتا تھا۔ عبادت گاہ کے ظروف اسی طریقہ سے مسیح کر کے عبادت کے لیے وقف کیے جاتے تھے۔ کاہنوں کو کہانت

(PRIESTHOOD) کے منصب پر مامور کرتے وقت بھی مسیح کیا جاتا تھا۔ بادشاہ اور نبی بھی جب خدا کی طرف

سے بادشاہت یا نبوت کے لیے نامزد کیے جاتے تو انہیں مسیح کیا جاتا۔ چنانچہ بائبل کی رو سے نبی اسرائیل کی تاریخ

میں بکثرت مسیح پائے جاتے ہیں۔ حضرت داؤد کاہن کی حیثیت سے مسیح تھے۔ حضرت موسیٰ کاہن اور نبی کی حیثیت

سے، طاروت بادشاہ کی حیثیت سے، حضرت داؤد بادشاہ اور نبی کی حیثیت سے، تک صدق بادشاہ اور کاہن کی

حیثیت سے، اور حضرت ایشع نبی کی حیثیت سے مسیح تھے۔ بعد میں یہ بھی ضروری نہ رہا تھا کہ نیل مل کر ہی کسی کو

مامور کیا جائے، بلکہ محض کسی کا مامور من اللہ ہونا ہی مسیح ہونے کا ہم معنی بن گیا تھا۔ مثال کے طور پر دیکھیے۔

۱۔ سلاطین، باب ۱۹ میں ذکر آیا ہے کہ خدا نے حضرت الیاس (ایلیاہ، کہ حکم دیا کہ خزاہیل کو مسیح کر کے آرام دمشق)

کا بادشاہ ہو، اور نسی کے بیٹے یا ہو کہ مسیح کر کہ اسرائیل کا بادشاہ ہو، اور ایشع (ایشع) کو مسیح کر کہ نبری جگہ نبی ہو

ان میں سے کسی کے سر پر بھی نیل نہیں ملا گیا۔ بس خدا کی طرف سے ان کی ماموریت کا فیصلہ سنا دینا گویا انہیں مسیح کر

مگر جب وہ ان کے پاس کھلی کھلی نشانیاں لے کر آیا تو انہوں نے کہا یہ تو صریح دھوکا ہے۔ اب جلد اس شخص سے بڑا ظالم اور کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹے بہتان باندھے حالانکہ اسے اسلام اللہ کے آگے سرِ اطاعت جھکا دینے کی دعوت دی جا رہی ہو؟ ایسے ظالموں کو اللہ ہدایت نہیں دیا کرتا۔ یہ لوگ اپنے منہ کی ٹھونڈوں سے اللہ کے نذر کو بچانا چاہتے ہیں، اور اللہ کا فیصلہ یہ ہے کہ وہ اپنے نور کو پورا پھیلانے کے لیے کتنا ہی ناگوار ہو۔ وہی تو ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ

دینا تھا پس اسرائیلی تصور کے مطابق لفظ "مسیح" درحقیقت "ماورین اللہ" کا ہم معنی تھا اور اسی معنی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اس لفظ کو استعمال کیا تھا۔ (لفظ "مسیح" کے اسرائیلی مفہوم کی تشریح کے لیے ملاحظہ ہو سائیکلو پیڈیا آف بیبلکل لٹریچر لفظ "مسیح")

۹ اصل میں لفظ "سحر" استعمال ہوتا ہے۔ سحر یہاں جادو کے نہیں بلکہ دھوکے اور فریب کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ عربی لغت میں جادو کی طرح اس کے یہ معنی بھی معروت ہیں۔ کہتے ہیں سَحْرًا اِی خَدَّ عَدُوٍّ اس نے فلاں شخص پر سحر کیا، یعنی اس کو فریب دیا۔ "دل بھین بینے والی آنکھ کو عین ساحتہ کہا جاتا ہے، یعنی "ساحر آنکھ" جس زمین میں ہر طرف سُرَاب ہی سُرَاب نظر آئے اس کو ارض ساحتہ کہتے ہیں۔ چاندی کو طع کر کے سونے جیسا کر دیا جائے تو کہتے ہیں سعادت الفضة۔ پس آیت کا مطلب یہ ہے کہ جب وہ نبی، جس کے آنے کی بشارت عیسیٰ علیہ السلام نے دی تھی، اپنے نبی ہونے کی تین نشانوں کے ساتھ آگیا تو نبی اسرائیل اور امتِ عیسیٰ نے اُس کے دعوائے نبوت کو صریح فریب قرار دیا۔

نہ یعنی اللہ کے بھیجے ہوئے نبی کو جھوٹا مدعی قرار دے، اور اللہ کے اُس کلام کو جو اس کے نبی پر نازل ہوا ہو، نبی کا اپنا گھڑا ہوا کلام ٹھیرائے۔

اللہ یعنی اول تو سچے نبی کو جھوٹا مدعی کہنا ہی بجائے خود کچھ کم ظلم نہیں ہے، بجا کہ اس پر مزید ظلم یہ کیا جائے کہ بلانے والا تو خدا کی بندگی و اطاعت کی طرف بلایا ہوا اور سننے والا جواب میں اسے گالیاں دے اور اس کی دعوت کو زک دینے کے لیے جھوٹ اور بہتان اور افتراء پر دازیوں کے متھکنڈے استعمال کرے۔

مگر یہ بات نگاہ میں رہے کہ یہ آیات سلمہ بجزی میں جنگِ اُحد کے بعد نازل ہوئی تھیں جبکہ اسلام صرف شہر

بھیجا ہے تاکہ اسے پورے کے پورے دین پر غالب کر دے خواہ مشرکین کو یہ کتابی ناگوار ہو بھیجے

اُسے لوگو جو ایمان لاتے ہو، میں بتاؤں تم کو وہ تجارت جو تمہیں عذاب الیم سے بچا دے؛ ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول ﷺ، اور جہاد کرو اللہ کی راہ میں اپنے مالوں سے اور اپنی جانوں سے۔ یہی تمہارے لیے

مدینہ تک محدود تھا، مسلمانوں کی تعداد چند ہزار سے زیادہ نہ تھی، اور سارا عرب اس دین کو ٹاڈینے پر بٹلا ہوا تھا۔ اُمہ کے معرکے میں جو رک مسلمانوں کو پہنچی تھی، اس کی وجہ سے اُن کی ہوا اکٹری گئی تھی، اور گرد و پیش کے قبائل اُن پر شیر ہو گئے تھے۔ ان حالات میں فرمایا گیا کہ اللہ کا یہ نور کسی کے بچھائے بچھ نہ سکے گا بلکہ پوری طرح روشن ہو کر اور دنیا بھر میں پھیل کر رہے گا۔ یہ ایک صریح پیشنگوئی ہے جو حرف بحرف صحیح ثابت ہوئی۔ اللہ کے سوا اُس وقت اور کون یہ جان سکتا تھا کہ اسلام کا مستقبل کیا ہے؛ انسانی نگاہیں تو اُس وقت یہ دیکھ رہی تھیں کہ یہ ایک ٹھٹھاتا ہوا چراغ ہے جسے بجھا دینے کے لیے بڑے زور کی آندھیاں چل رہی ہیں۔

۳۱؎ ”مشرکین“ کو ناگوار ہو، یعنی اُن لوگوں کو جو اللہ کی بندگی کے ساتھ دوسروں کی بندگیاں مانتے ہیں، اور اللہ کے دین میں دوسرے دینوں کی آمیزش کرتے ہیں۔ جو اس بات پر راضی نہیں ہیں کہ پورے اکا پورے نظام زندگی صرف ایک خدا کی اطاعت اور ہدایت پر قائم ہو۔ جنہیں اس بات پر اصرار ہے کہ جس جس معبود کی چاہیں گے بندگی کریں گے، اور جن جن فلسفوں اور نظریات پر چاہیں گے اپنے عقائد و اخلاق اور تہذیب و تمدن کی بنیاد رکھیں گے۔ ایسے سب لوگوں کے علی الرغم یہ فرمایا جا رہا ہے کہ اللہ کا رسول اُن کے ساتھ مصالحت کرنے کے لیے نہیں بھیجا گیا ہے بلکہ اس لیے بھیجا گیا ہے کہ جو ہدایت اور دین حق وہ اللہ کی طرف سے لایا ہے اسے پورے دین یعنی نظام زندگی کے ہر شعبے پر غالب کر دے۔ یہ کام اُسے بہر حال کر کے رہنا ہے۔ کافر اور مشرک مان لیں تو، اور نہ مانیں تو اور مزاحمت میں اٹری چوٹی کا زور لگا دیں تو، رسول کا یہ مشن ہر حالت میں پورا ہو کر رہے گا۔ یہ اعلان اس سے پہلے قرآن میں دو جگہ ہو چکا ہے۔ ایک، سورہ توبہ آیت ۲۴ میں۔ دوسرے، سورہ فتح آیت ۲۸ میں۔ اب تیسری مرتبہ اسے یہاں دُہرایا جا رہا ہے (مزید تشریح کے لیے ملاحظہ ہو تفسیر القرآن، جلد دوم، التوبہ، حاشیہ ۳۲۔ جلد پنجم، الفتح، حاشیہ ۵۱)۔

۳۲؎ تجارت وہ چیز ہے جس میں آدمی اپنا مال، وقت، محنت اور ذہانت و قابلیت اس لیے کھپاتا ہے کہ اس

بہتر ہے اگر تم جانو۔ اللہ تمہارے گناہ معاف کر دے گا، اور تم کو ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، اور ابدی قیام کی جنتوں میں بہترین گھرتیں عطا فرمائے گا۔ یہ ہے بڑی کامیابی۔ اور وہ دوسری چیز جو تم چاہتے ہو، وہ بھی تمہیں دے گا، اللہ کی طرف سے نصرت اور قریب ہی میں موصول ہو جانے والی فتح۔ اے نبی، اہل ایمان کو اس کی بشارت دے دو۔

اے لوگو جو ایمان لاتے ہو، اللہ کے مددگار بنو، جس طرح عیسیٰ ابن مریم نے حواریوں کو خطاب کر کے کہا تھا: کون ہے اللہ کی طرف دہانے، میں میرا مددگار بنو اور حواریوں نے جواب دیا تھا:

نفع حاصل ہو۔ اسی رعایت سے یہاں ایمان اور جہاد فی سبیل اللہ کو تجارت کہا گیا ہے مطلب یہ ہے کہ اس راہ میں اپنا سب کچھ کھپاؤ گے تو وہ نفع تمہیں حاصل ہو گا جو آگے بیان کیا جا رہا ہے۔ یہی مضمون سورہ توبہ آیت ۱۱۱ میں ایک اور طریقہ سے بیان کیا گیا ہے (ملاحظہ ہو تفہیم القرآن، جلد دوم، التوبہ، حاشیہ ۱۰۶)۔

۱۱۔ ایمان لانے والوں سے جب کہا جائے کہ ایمان لاؤ، تو اس سے خود بخود یہ معنی نکلتے ہیں کہ مخلص مسلمان بنو۔ ایمان کے محض زبانی دعوے پر اکتفا نہ کرو بلکہ جس چیز پر ایمان لاتے ہو اس کی خاطر ہر طرح کی قربانیاں برداشت کرنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔

۱۲۔ یعنی یہ تجارت تمہارے لیے دنیا کی تجارتوں سے زیادہ بہتر ہے۔

۱۳۔ یہ اس تجارت کے اصل فوائد ہیں جو آخرت کی ابدی زندگی میں حاصل ہونگے۔ ایک، خدا کے عذاب سے محفوظ رہنا۔ دوسرے، گناہوں کی معافی۔ تیسرے، خدا کی اُس جنت میں داخل ہونا جس کی نعمتیں لازوال ہیں۔ ۱۴۔ دنیا میں فتح و کامرانی بھی اگرچہ اللہ کی ایک بڑی نعمت ہے، لیکن مومن کے لیے اصل اہمیت کی چیز یہ نہیں ہے بلکہ آخرت کی کامیابی ہے۔ اسی لیے جو تمہیں دنیا کی اس زندگی میں حاصل ہونے والا ہے اُس کا ذکر بعد میں کیا گیا، اور جو تمہیں آخرت میں رونما ہونے والا ہے اس کے ذکر کو مقدم رکھا گیا۔

۱۵۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں کے لیے بائبل میں عموماً لفظ "شاگرد" استعمال کیا گیا ہے، لیکن بعد میں ان کے لیے "رسول" (APOSTLES) کی اصطلاح عیسائیوں میں رائج ہو گئی، اس معنی میں نہیں کہ وہ خدا کے رسول تھے، بلکہ اس معنی میں کہ حضرت عیسیٰ ان کو اپنی طرف سے مبلغ بنا کر اطرافِ فلسطین میں بھیجا کرتے تھے۔



ہم ہیں اللہ کے مددگار۔ اُس وقت بنی اسرائیل کا ایک گروہ ایمان لایا اور دوسرے گروہ نے انکار کیا۔ پھر ہم نے ایمان لانے والوں کی اُن کے دشمنوں کے مقابلے میں تائید کی اور وہی غالب ہو کر رہے۔

ع

یہودیوں کے ہاں یہ لفظ پہلے سے اُن لوگوں کے لیے بولا جاتا تھا جو ہیکل کے لیے چندہ جمع کرنے بھیجے جاتے تھے۔ اس کے مقابلے میں قرآن کی اصطلاح "حواری" ان دونوں مسیحی اصطلاحوں سے بہتر ہے۔ اس لفظ کی اصل حور ہے جس کے معنی سفیدی کے ہیں۔ دھوبی کو حواری کہتے ہیں کیونکہ وہ کپڑے دھو کر سفید کرتا ہے۔ خالص اور بے آمیز چیز کو بھی حواری کہا جاتا ہے۔ جس آٹے کو چھان کر بھوسی نکال دی گئی ہو اسے حواری کہتے ہیں۔ اسی معنی میں خالص دوست اور بے غرض حامی کے لیے یہ لفظ بولا جاتا ہے۔ ابن تیبہ کہتا ہے "ہر وہ شخص جو کسی کی مدد کرنے میں مبالغہ کرے وہ اس کا حواری ہے" (لسان العرب)

۱۲۰ تشریح کے لیے ملاحظہ ہو تفہیم القرآن، جلد اول، آل عمران، حاشیہ ۵۰، جلد سوم، الحج، حاشیہ ۸۴، جلد پنجم، الحدید، حاشیہ ۴۷۔

۱۲۱ مسیح پر ایمان نہ لانے والوں سے مراد یہودی ہیں۔ اور ایمان لانے والوں سے مراد وہ گروہ ہو سکتے ہیں۔ اگر اس سے مراد انکار کرنے والوں کے مقابلے میں نبی الجملہ اُن کے ماننے والے لیے جاتیں تو وہ عیسائی ہیں۔ اور اگر اس سے مراد وہ لوگ ہوں جو صحیح معنوں میں ان پر ایمان لاتے ہیں، تو وہ مسلمان ہیں، اللہ تعالیٰ نے پہلے عیسائیوں کو یہودیوں پر غالب فرمایا، اور پھر مسلمان بھی ان پر غالب آئے۔ اس طرح مسیح کا انکار کرنے والے دونوں ہی سے مغلوب ہو کر رہے۔

اس معاملہ کو یہاں اس غرض کے لیے بیان کیا گیا ہے کہ مسلمانوں کو یہ یقین حاصل ہو جائے کہ جس طرح پہلے حضرت عیسیٰ کے ماننے والے ان کا انکار کرنے والوں پر غالب آچکے ہیں، اسی طرح اب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والے آپ کا انکار کرنے والوں پر غالب آئیں گے۔